انٹرویو

اصغر عبداللہ، نمائندہ "زندگی"

شکست

صدر صدام کا مقدر ہے

"تحفظِ حرمین شریفین موومنٹ" کے چیئرمین

جناب مولانا محمد مدنی کے خیالات

مولانا محمد مدنی جمعیت اہلحدیث پنجاب کے امیر اور "تحفظِ حرمین شریفین" کے سربراہ، ایم اے (عربی) اور فاضل مدینہ یونیورسٹی ہیں۔ جہلم میں ان کی سرپرستی میں "جامعۃ العلوم الاثریہ" کام کر رہا ہے۔ مذکورہ ادارہ کی بنیاد امام کعبہ نے رکھی تھی۔

۲۔ اگست کو صدام حسین کے کویت پر چڑھائی کرنے کے بعد جو پاکستانی علماء بروئے کار آگئے ان میں مولانا مدنی کا نام نمایاں ترین ہے۔ وہ صدام حسین کے خلاف شعلہ جوالہ بن گئے اور ان کے مکروہ عزائم کا پردہ چاک کرنے لگے۔ ان کی مساعی اور عزم و ہمت جلد ہی برگ و بار لانے لگی اور عراقی جارحیت کے خلاف ایک تند احتجاجی لہر پیدا ہوئی۔ اس لہر کے روح رواں کے ساتھ گزشتہ دنوں ان کی سعودی عرب روانگی سے تھوڑی دیر پہلے جناب رشید قمر صاحب کی قیام گاہ پر ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کی رُوداد درج ذیل ہے۔

س: آپ کی قائم کردہ "تحفظِ حرمین شریفین موومنٹ" کے بنیادی مقاصد و اہداف کیا ہیں؟

ج: ۲۔ اگست کو صدام حسین نے بزورِ قوت کویت پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں بڑی ڈھٹائی سے

اس کو اپنا ناگزیر جزو قرار دے دیا۔ صدام حسین کا اگلا نشانہ سعودی عرب تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ تیل کی پوری قوت بلاشرکت غیرے اس کے ہاتھ میں آجائے۔ بہ حیثیت پاکستانی میرے لیے یہ دکھ کی بات ہے کہ مذکورہ صدامی اقدام پہ کئی پاکستانی رہنما خاموش ہو گئے اور کئی صدام کے حامی بن گئے۔ انہوں نے امریکی مداخلت کے نام پہ جذباتی نعرے بازی کی ابتدا کر دی اور عوام کے جذبات کو بھڑکانا شروع کر دیا۔ مزید افسوس اس بات پہ ہوا کہ کئی پاکستانی اخبارات ان عناصر کی حوصلہ افزائی کرنے لگے۔ روزنامہ نوائے وقت کے جمعہ میگزین میں ایک بہت "بڑے" نام نہاد بین الاقوامی لیڈر" کا انٹرویو چھپا جس میں کویت کو تاریخی طور پر عراق کا حصہ قرار دے دیا گیا۔ ان حالات کو دیکھ کر میں نے ضرورت محسوس کی کہ عوام کو اصل حقائق سے آگاہ کرنا چاہیے۔ اور اس جھوٹے پروپیگنڈے کا پردہ چاک کر دینا چاہیے تاکہ عوام حق کو دیکھ کر اس کی مدد کریں۔ اس کو تقویت دیں۔

چنانچہ اس حادثے کے چند روز بعد ہی میں نے راولپنڈی میں ہم خیال علماء کے ساتھ مل کر "تحفظِ حرمین شریفین موومنٹ" کی بنیاد رکھی۔ پھر راولپنڈی میں پہلا جلسۂ عام منعقد کیا، جو کامیاب رہا۔ اسی طرح لاہور، جھنگ، پشاور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، مظفر گڑھ، کراچی، فیصل آباد، جہلم اور گجرات میں جلسے کیے۔ میں نے لوگوں کو صدام حسین کے مکروہ عزائم سے آگاہ کر دیا۔ مجھے خوشی ہے کہ اخبارات نے بھی میری پوری مدد کی۔ یوں ہوا کا رُخ بدل دیا گیا۔

س: آپ کی تحریک پہ یہ الزام بھی عائد کیا جاتا ہے کہ اس کی پشت پہ جمعیت اہلحدیث ہے اور یہ کہ آپ کو مذکورہ تحریک کے لیے سعودی عرب اور کویت سے امداد ملتی ہے؟

ج: میرا خیال ہے کہ ہمارے ملک میں عمومی رویہ یہ بن گیا ہے کہ بغیر کسی تحقیق کے الزام دھر دیا جاتا ہے۔ کسی کو بھارت کا ایجنٹ اور کسی کو لیبیا کا ایجنٹ قرار دیا جاتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم حق کا ساتھ دے رہے ہیں اور باطل کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ ہمیں سعودی عرب سے اس کے نظریۂ توحید کے علمبردار ہونے، اسلامی دستور کے محافظ ہونے اور اسلامی عدالتی نظام کے پاسدار ہونے کی بنا پر عقیدت ہے۔ حکومتی سطح پہ ہم کو سعودی عرب سے کوئی امداد نہیں ملتی۔ البتہ کئی تاجر حضرات ہماری مدد ضرور کرتے ہیں، جو مسجدیں اور مدارس بنواتے ہیں۔ امام کعبہ سے بھی ہمارا رابطہ ہوتا ہے۔

س: آپ کی تحریک میں دیگر مکاتبِ فکر کے حضرات کی بھی نمائندگی رکھی گئی ہے؟

ج: ابھی تک ہمارے ساتھ اہلحدیث حضرات ہی چل رہے ہیں۔

س: عراق کے کویت پر فوجی قبضے کے بعد سعودی عرب نے امریکی افواج کو امداد کے لیے بلایا، شاہ فہد کے اس اقدام پر کئی علماء نے ناپسندیدگی ظاہر کی ہے، اور ان کو ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے معاملہ میں مزید پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ کیا شاہ فہد کے اقدام کو درست قرار دیا جا سکتا ہے؟ اگر یہ درست ہے تو اس کے پس پردہ کونسی مصلحت تھی؟

ج: کویت پر عراق کے فوجی قبضے کو مہ ماہ ہو گئے ہیں۔ کویت، جو دنیا کے جدید ترین وسائل سے آراستہ تھا اب تیزی سے کھنڈر بنتا جا رہا ہے۔ پوری دنیا سے اس کا رابطہ کٹا ہوا ہے۔ اتنی لوٹ مار مچی ہے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہر قسم کی دولت لوٹ کر بغداد پہنچا دی گئی۔ عینی گواہوں کے بیان کے مطابق عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔

عراق کے اس اقدام پر فوری طور پر کیا ہوا؟ بیانات داغے گئے۔ اجلاس بلائے گئے، ہر طرف اضطراب کی لہر دوڑ گئی کہ اگر عراق کو بزورِ قوت نکالنے کی کوشش کی گئی تو عالمی جنگ چھڑ جائے گی۔ اس کے علاوہ ابھی تک اور کیا ہو سکا ہے؟

میرا خیال ہے کہ صدام حسین کے اقدام کے بعد شاہ فہد نے تدبر کا ثبوت دیا اور اقوامِ متحدہ اور اپنے دوست ممالک کو مدد کے لیے بلایا۔ ان کی اپیل پر شام پہنچا، دبئی پہنچا، بنگلہ دیش پہنچا، اقوامِ متحدہ پہنچی اور امریکہ پہنچا۔ امریکی افواج زیادہ تیز رفتار اور جدید وسائل سے آراستہ ہیں۔ چنانچہ وہ تیزی سے اور زیادہ تعداد میں سعودی عرب پہنچیں۔ شاہ فہد کے اس اقدام کی بدولت ہی عراق کو دفاعی انداز اختیار کرنا پڑا۔ اگر سعودی عرب دوسرے ممالک کو نہ بلاتا تو اس پر بھی قبضہ ہو جاتا۔ وہ بھی تباہ و برباد ہو جاتا۔ اور دُنیا اس کی یاد میں روتی رہتی۔ شاہ کے اقدام نے سعودی عرب کو بچا لیا۔

س: کہا جاتا ہے کہ اگر سعودی عرب مسلم ممالک کے ساتھ مل کر اپنے دفاع کو مؤثر بناتا تو زیادہ بہتر ہوتا؟

ج: میں سمجھتا ہوں کہ اگر ابتدا ہی میں پاکستانی افواج زیادہ تعداد میں سعودی عرب میں ہوتیں تو غیر مسلم فوجوں کی ضرورت نہ پڑتی اور نہ امریکی فوجوں کی مداخلت کا سوال اٹھتا۔ پاکستان میں بے پناہ افرادی قوت ہے۔ یہ افرادی قوت اگر کسی مسلم ملک کی حمایت میں استعمال ہوتی ہے تو سراسر سعادت ہے۔

ایک اور بات بھی مدنظر رکھنی چاہئے کہ سعودی عرب گزشتہ کئی سال سے عراق کو فوجی اعتبار سے مضبوط بنانے کے لیے امداد دیتا رہا۔ اس کی خواہش تھی کہ عراق، فوجی قوت بن کر عربوں کا دست و بازو بنے۔ چنانچہ سعودی عرب کی دولت سے ہی عراق میں اسلحہ فیکٹریاں لگ گئیں۔ میزائیل اور دیگر اعلیٰ قسم کا اسلحہ تیار ہونے لگا۔ عراق کو کئی مغربی ممالک سے بھی اسلحہ خرید کر دیا گیا تھا۔ لیکن عراق نے اس فوجی قوت کو عرب دشمن اور اسلام دشمن قوتوں کے خلاف استعمال کرنے کے بجائے اپنے ہی بھائی کو تختۂ مشق بنالیا۔ اس طرح سعودی عرب کی "مشترکہ دفاع" کی کوششیں اکارت گئیں۔ اس حادثے نے سعودی عرب کو اپنی قوت بنانے کی اہمیت کا احساس دلایا ہے۔ دس لاکھ سعودی نوجوانوں کو بھرتی کر لیا گیا ہے۔ اور دن رات ان کی تربیت ہو رہی ہے۔

س: عراق کویت تنازعہ کے پس پردہ یہودی یا مغربی اقوام کی سازش بھی ہو سکتی ہے؟

ج: اگر یہ سازش ہے تو صدام حسین ہی اس سازش کا آلۂ کار بنا ہے۔ ویسے بھی صدام حسین سوشلسٹ، کمیونسٹ اور ملحد ہے۔ اس کا وزیر خارجہ طارق عزیز عیسائی ہے۔ اس کی ایک بیوی عیسائی ہے۔ اس کی بعث پارٹی یہود و نصاریٰ کی بنائی ہوئی ہے۔ سعودی عرب یا شاہ فہد مغربی طاقتوں کے ایجنٹ نہیں ہو سکتے کہ وہ سچے عقیدے کے پیروکار ہیں۔

س: مولانا! عراق ایران جنگ میں جو علماء عراق کی حمایت کر رہے تھے، اب عراق سعودی عرب تنازعہ میں اس کی مخالفت کر رہے ہیں؟

ج: جب عراق اور ایران کے درمیان جنگ ہو رہی تھی جو کہ ۸ سال تک جاری رہی، تو ہم اس لیے ایران کے خلاف تھے کہ وہ تشدد کے راستے پر چل رہا تھا۔ اس نے انقلاب کو دوسرے ممالک میں برآمد کرنے پر زور دیا۔ ایران نے سعودی عرب میں دھماکے بھی کرائے۔ وہاں مظاہرے بھی کئے۔ اب عراق کا تاریک پہلو سامنے آیا کہ اس نے اپنے بھائی کا گلا کاٹ دیا۔ صدام حسین بے وفا، محسن کش اور غدار نکلا۔ جس درخت پہ بیٹھا تھا، اسی کی شاخیں کاٹنے لگا۔ سعودی عرب اور کویت اس کے محسن تھے۔ وہ انہی پہ پل پڑا۔

عراق کا رویہ ہمیشہ پاکستان کے ساتھ مخاصمانہ رہا ہے۔ اس نے پاکستان میں دہشت گرد بھیجے اور دہشت گردی پھیلائی۔ کویت پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں پاکستانیوں کو بے عزت کر کے نکالا۔ ایک واقعہ سناتا ہوں، ایک قافلہ آ رہا تھا، عراقی فوجیوں نے اسے روک لیا

اور تحفہ دینے کا تقاضا کیا۔ قافلے والوں نے کہا کہ ان کے پاس کچھ نہیں۔ اس پہ ایک فوجی بولا، "یہ دو لڑکیاں ہمارے حوالے کر دو" اس طرح کے کئی واقعات آپ کو وہاں سے آنے والے سنائیں گے۔ پھر زرِ مبادلہ کی صورتِ حال متاثر ہوئی ہے۔ تقریباً ایک لاکھ پاکستانی شدید مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اس کے برعکس سعودی عرب نے ہر نازک موقع پر پاکستان کی حمایت کی اور مسلمانوں کے دکھ درد کو بانٹا ہے۔ افغانستان کا جہاد ہو، کشمیر کی بات ہو، فلپائن کی جدوجہد ہو، ایتھوپیا کی قحط سالی ہو، ایران کے زلزلے ہوں، سعودی عرب نے ہر ممکن طریقے سے امداد کی ہے۔ اور مسلمانوں کے لیے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔ اسی طرح سعودی عرب نے ہمیشہ پاکستان کو ارزاں نرخوں پہ تیل فراہم کیا۔ میرا خیال ہے کہ عراق کے مقابلے میں سعودی عرب کی حمایت نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں۔ ہر پاکستانی کو "صدامی اقدام" کی مذمت کرنی چاہیئے۔

س: جو مذہبی حضرات اب بھی صدام حسین کی حمایت کر رہے ہیں، ان کے مقاصد پر روشنی ڈالیں گے؟

ج: ایسے حضرات جو اب بھی صدام حسین کی مخالفت نہیں کرتے، اس کے ظلم وستم کی پردہ پوشی کرتے ہیں، ان کا رویہ مذہبی تعصب اور ہٹ دھرمی کی بدترین صورت ہے، یا پھر ان کی مفاد پرستی ان کو اس مقام پہ لے آئی ہے۔ وگرنہ جو فرد، خدا، حرمین شریفین اور عام انسانوں کا بدترین دشمن ہو اس کی حمایت کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

س: یہ بات بھی سننے میں آ رہی ہے کہ "متحدہ فوج" کی کمان امریکہ کے ہاتھ میں ہوگی؟

ج: سعودی عرب کے وزیرِ دفاع نے پریس کانفرنس میں اس امر کی وضاحت کر دی تھی کہ "متحدہ افواج" کی کمان سعودی عرب کے پاس ہوگی۔ اس کمان کے تحت پہلے سعودی عرب کی افواج، پھر مصر و شام کی افواج، اس کے بعد دیگر مسلم ممالک کی افواج، اور ان سب کے بعد غیر مسلم افواج ہوں گی۔ وزیرِ دفاع کی مراد یہ بھی تھی کہ سعودی خود بھی حرمین کے دفاع کے لیے سب سے آگے لڑیں گے۔ میں نے تو صدرِ مملکت کو مشورہ دیا ہے کہ آپ اتنی فوج روانہ کر دیں کہ غیر مسلم فوجوں کی مدد کی ضرورت نہ رہے۔ صدرِ مملکت نے مجھے بتایا کہ ہمارا شاہ فہد سے رابطہ ہے۔

س: یہ خدشہ بھی ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اب امریکی فوجیں سعودی عرب سے واپس نہ جائیں گی!

ج: یہ خدشہ بے بنیاد ہے۔ امریکی افواج واپس چلی جائیں گی۔ فی الوقت اس یقین دہانی پہ اعتبار

نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

س: یہ بہتر نہ تھا کہ پاکستان مصالحت کنندہ کا کردار ادا کرتا؟

ج: اگر ایسا ہوتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ صدام باتوں سے ماننے والا نہیں۔

س: اس تجزیے کے بارے میں کیا خیال ہے کہ امریکہ اسرائیل کے تحفظ کے لیے میدان میں اترا ہے؟

ج: یہ "نرا تجزیہ" ہے۔ اسرائیل کو اس طرح کے تحفظ کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ یہ منطق میری سمجھ سے تو بالاتر ہے کہ عراق کے کویت پہ قبضے کے بعد اسرائیل کو خطرے سے دوچار کر دیا گیا ہے۔ عراق کویت پہ حملہ آور ہوا ہے، اسرائیل پہ نہیں۔ یہ بات سمجھنے کی بھی ہے اور یاد رکھنے کی بھی!

س: کہا جاتا ہے کہ امریکی فوجوں کی سعودی عرب میں موجودگی سے سعودی عرب کی سماجی زندگی پہ گہرے اثرات مرتب ہوں گے؟

ج: امریکی فوجیں سعودی عرب کی سرحد پر ہیں، اور یہ آبادیوں سے کافی دور ہیں۔ چنانچہ ان کی موجودگی سے سعودی عرب کی سماجی زندگی پہ برے اثرات پڑنے کا کوئی امکان نہیں۔ پھر یہ کہ سعودی عرب میں تیل کے نکلنے کے بعد امریکی وہاں موجود رہے ہیں۔ "دہان" کے علاقے میں ان کی بڑی تعداد رہتی ہے، لیکن ان کی معاشرت الگ تھلگ رہی ہے۔ اور سعودی معاشرت پہ ان کے کوئی اثرات نہیں پڑے۔

س: اب صدر صدام حسین کس موڑ پہ کھڑے ہیں؟

ج: صدام حسین چاہے تو امن کا راستہ اختیار کر سکتا ہے، اور چاہے تو جنگ کا راستہ چن سکتا ہے۔ یہ اس کی مرضی پہ موقوف ہے۔ اگر صدام حسین جنگ کا راستہ اختیار کرتا ہے، تو پوری دنیا کا امن خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ اور عالمی جنگ کے اسباب پیدا ہو سکتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ صدام حسین امن کا راستہ اختیار کرے۔

بحران کا حل یہ ہے کہ عراق کویت کو غیر مشروط طور پر خالی کر دے۔ سعودی عرب کی سرحدوں سے اپنی فوجیں ہٹا لے۔ اور کویت کے اندر کویت کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کر لے۔

س: عراق کویت تنازعہ پر آپ حکومت پاکستان کے رویہ سے مطمئن ہیں؟

ج: میں سمجھتا ہوں کہ سابقہ نگران حکومت نے جرأت مندانہ موقف اختیار کیا۔ صدر مملکت غلام اسحق خان اور نگران وزیر اعظم غلام مصطفٰی جتوئی نے ظالم کو ظالم کہہ کر اور مظلوم کی تائید کر کے عالم اسلام میں پاکستان کے وقار کو بلند کر دیا۔ اسی طرح موجودہ وزیر اعظم نواز شریف نے بھی عراق کو ظالم قرار دیا ہے۔ سارک کانفرنس میں بھی انہوں نے جرأت مندانہ موقف اپنایا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ سارک کانفرنس کے اعلان کا سہرا نواز شریف کے سر ہے۔